محمد وسیم اختر مفتی

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

—— ۲ ——

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ اس قدر جاں کاہ تھا کہ اسے خود برداشت کر لینا اور آپ کے بعد آپ کی دل گیر امت کو درست سمت میں لے کر چلنا ایسا کارنامہ تھا جو حضرت ابو بکر ہی سر انجام دے سکتے تھے۔ وفات کی صبح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ عائشہ سے مسجد میں تشریف لائے، لوگوں سے کچھ باتیں کیں اور جیش اسامہ کی کامیابی کی دعا فرمائی۔ آپ کے حجرے میں واپس جانے کے بعد ابو بکر آپ کی صحت کی طرف سے مطمئن ہو کر اپنے گھر چلے گئے۔ دوپہر کے وقت آپ کی وفات کی خبر آئی تو ایک شخص ابو بکر کو واپس بلا لایا۔ مسجد میں عمر تلوار لیے جوش کے عالم میں کہہ رہے تھے: ''جو کہے گا، رسول اللہ فوت ہو گئے ہیں، میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔'' ابو بکر سیدھے حجرے میں گئے، رخ مبارک سے کپڑا اٹھایا، رخسار کو بوسہ دے کر فرمایا: ''کیا ہی بابرکت تھی آپ کی زندگی اور کیا ہی بابرکت ہے آپ کی موت۔'' پھر باہر آئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا: ''اے لوگو، جو محمد کی پوجا کرتا تھا، جان لے، محمد تو فوت ہو چکے ہیں۔ جو اللہ کی عبادت کرتا ہے، اسے معلوم ہونا چاہیے، اللہ زندہ ہے، کبھی نہ مرے گا۔'' انھوں نے سورۂ آل عمران کی آیت تلاوت کی: 'وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابكم' (۱۴۴) ''محمد تو بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بہت رسول گزر چکے ہیں۔ تو بھلا کیا یہ مر جائیں یا مار دیے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟'' یہ آیت سن کر سب کو یوں لگا جیسے یہ ابھی اسی موقعے کے لیے نازل ہوئی ہے۔ حضرت عمر کو بھی یقین ہو گیا، ان پر اتنا شدید اثر ہوا کہ بے سدھ ہو کر گر گئے۔ ایک رقیق القلب مومن کا ضبط نفس

اس موقع پر مسلمانوں کے کام آیا، وہ انتشار سے محفوظ ہو کر حقائق کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سانحۂ انتقال ہو چکا تھا، لیکن اصحاب نبی جسد مبارک کی تدفین کے بجائے خلیفہ کے انتخاب میں مصروف تھے۔ مہاجرین وانصار کے بیچ کیوں کشمکش ہوئی اور اوس وخزرج کی باہمی چپقلش نے ابوبکر کے انتخاب میں کیا کردار ادا کیا؟ ان سوالوں کا جواب پانے کے لیے تاریخ سے مدد لینا ہو گی۔

صعل وعمالقہ یثرب کے قدیم باشندے تھے، داؤد وموسیٰ علیہما السلام کے زمانے میں اسرائیلی اور یہودی آباد ہوئے۔ عربوں میں سے بنوانیف اور بنومرید کی آمد بعد میں ہوئی۔ ارم کا سیلاب آنے کے بعد عمرو بن عامر بن حارثہ کی اولاد بکھر گئی تو اس کے دو بیٹوں اوس اور خزرج نے مدینہ میں ڈیرا ڈالا، وہ اپنی ماں کی نسبت سے بنوقیلہ کہلاتے ہیں۔ پہلے وہ یہود کے پڑوسی اور حلیف بنے پھر انھی سے ان کی جنگیں ہوئیں۔ شروع میں یہود غالب آئے، بعد میں اوس و خزرج ہی کا پلہ بھاری رہا۔ یہود پر کامیابی پانے کے بعد معمولی باتوں پر اوس وخزرج میں لڑائیوں کا آغاز ہوا حتیٰ کہ سمیر، سرارہ، بنووائل، بنومازن، حاطب، فجار اور بعاث کی جنگیں ہوئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد ان کی کشمکش ختم ہوئی اور وہ مسلمان بھائی بن گئے۔

اوس وخزرج میں بڑے دلیر سردار پیدا ہوئے، اوس کے سعد بن معاذ، عمرو بن معاذ اور سعد بن خیثمہ بدر، احد اور خندق کی جنگوں میں شہید ہو گئے۔ خزرج کے سرداروں میں سے سعد بن عبادہ، رافع بن مالک، مرداس بن مروان، ابوقتادہ بن ربعی اور مالک بن عجلان مشہور ہوئے۔ حسان بن ثابت خزرج کے اور قیس بن خطیم اوس کے شاعر تھے۔

اپنی اس تاریخی حیثیت کی بنا پر اور مشکل وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو پناہ دینے کی وجہ سے ان کے دلوں میں یہ خیال پختہ ہو چکا تھا کہ اچھے وقت کے ثمرات حاصل کرنے کے زیادہ حق دار بھی وہی ہیں۔ حنین و طائف کے معرکوں کے وقت ان کے اس دعوے کا اظہار ہوا جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم میں نومسلم قریشیوں کو ترجیح دی تو انھوں نے اعتراض کیا: ''خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال مکہ والے لے گئے۔'' تب آپ نے انھیں جمع کر کے فرمایا: ''میں نے وہ مال قریش کو محض تالیف قلب کے لیے دیا تا کہ وہ اسلام پر پختہ ہو جائیں۔ تمھیں تالیف قلب کے لیے دینے کی ضرورت نہ تھی۔ اے انصار، کیا تم اس پر راضی نہیں کہ دوسرے لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم اپنے ساتھ رسول اللہ کو لے جاؤ۔'' انصار بہت شرمندہ ہوئے، اتنا روئے کہ ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور انھوں نے بہ یک زبان کہا: ''ہم رسول اللہ کی تقسیم اور بخشش پر دل وجان سے راضی ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کا احساس تفوق استحقاق خلافت کے دعوے میں بدل گیا، وہ آپ کی تجہیز وتکفین سے پہلے ہی سقیفۂ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہو گئے۔ سقیفہ اس چبوترے کو کہتے ہیں جس کی چھت بھی ہو، بنی ساعدہ خزرج قبیلے کی ایک شاخ تھی، ان کی چوپال سقیفۂ بنی ساعدہ کے نام سے مشہور ہے۔ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو جو اس وقت بیمار تھے، بلایا گیا۔ وہ بات کرتے اور ان کا بیٹا بلند آواز میں دہراتا۔ انھوں نے کہا: ''اے انصار، تمھاری تلواروں نے اسلام کی فتح کا دن قریب کیا، رسول اللہ عمر بھر تم سے راضی رہے۔ اب تم خلافت اپنے ہاتھ میں لو، کیونکہ تمھارے سوا خلافت کا کوئی مستحق نہیں۔'' قبل اس کے کہ سب سعد کی بیعت کے لیے ٹوٹ پڑتے، ایک انصاری نے کہا کہ اگر مہاجرین نے ہماری بیعت سے انکار کیا تو کیا ہوگا؟ ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی صحابہ آپ کی تجہیز وتکفین کی فکر میں تھے کہ انھیں انصار کے اجتماع کی خبر ملی۔ خلیفۂ رسول کا انتخاب اس قدر اہم مسئلہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے پہلے طے کرنا پڑا۔ ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ سقیفۂ بنی ساعدہ پہنچے۔ انصار کی گفتگو جاری تھی کہ یہ حضرات ان کے بیچ آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمر کچھ کہنا چاہتے تھے کہ ابوبکر نے روک دیا اور خود تقریر شروع کی۔ انھوں نے فرمایا: ''اے لوگو، ہم مہاجرین اسلام لانے میں اول ہیں، حسب ونسب کے علاوہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: 'السابقون الاولون من المھاجرین و الانصار'۔ (توبہ ۹: ۱۰۰) ''وہ جنھوں نے سبقت کی، سب سے پہلے ایمان لائے، مہاجرین وانصار میں سے۔'' تم نے اپنی فضیلت کا جو ذکر کیا ہے، ہمیں اس سے انکار نہیں۔ اگر اوس کو خلافت دی گئی تو خزرج والے حسد کریں گے اور اگر یہ خزرج کو سونپی گئی تو اوس والے برداشت نہ کریں گے۔ عرب یہ بات کبھی نہیں مانیں گے کہ سلطنت قریش کے سوا کسی اور قبیلے کے ہاتھ میں رہے، اس لیے تم امارت ہمارے سپرد کر دو اور وزارت خود سنبھال لو۔ حباب بن منذر نے اس پیش کش سے انکار کرتے ہوئے تجویز پیش کی: ''ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔'' عمر نے کہا: ''ایک میان میں دو تلواریں جمع نہیں ہو سکتیں۔'' حباب کا تعلق اوس سے تھا اور سعد کا خزرج سے، اس مرحلے پر ان کی پرانی چشمک نے رنگ دکھایا۔ سعد نے کہا: تم (اوس والوں) نے دو خلافتوں کی پیش کش کر کے ابتدا ہی میں کم زوری کا مظاہرہ کر دیا۔ قبل اس کے کہ منافقین اس جھگڑے سے فائدہ اٹھاتے، ابوعبیدہ نے کہا: ''اے انصار، تم پہلے تھے جنھوں نے نصرت کی اور پناہ دی، لہٰذا اس دین کو بدلنے اور تباہ کرنے میں پہل نہ کرو۔'' ان کی بات کا اثر ہوا، خزرج کے بشیر بن سعد نے کھڑے ہو کر کہا: ''اے انصار، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مہاجرین سے مت جھگڑا کرو۔'' ابوبکر کو معاملہ سدھرنے کا یقین ہو گیا تو انھوں نے انصار کو اتحاد کی تلقین کی اور فرمایا: ''یہ عمر اور ابوعبیدہ بیٹھے ہیں، جس کی چاہو بیعت کر لو۔'' اس لمحے شور وشغب

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

بڑھ گیا اور سب انتخاب کے شش و پنج میں پڑ گئے، کوئی ناروا بات ہونے سے پہلے عمر نے بلند آواز میں کہا: ''ابوبکر، اپنا ہاتھ بڑھائیے۔'' ان کے ہاتھ آگے کرنے پر عمر نے فوراً بیعت کر لی، ان کے بعد ابوعبیدہ اور بشیر بن سعد نے بیعت کرنے میں جلدی کی۔ حباب بن منذر سے ضبط نہ ہوا، انھوں نے کہا: ''اے بشیر، تمھیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تو نے اپنے چچیرے کی امارت سے حسد کیا۔'' اوس کے رئیس اسید بن خضیر نے اپنے قبیلے کی طرف رخ کیا اور کہا: ''اللہ کی قسم، اگر سعد بن عبادہ ایک بار بھی خلافت پر قابض ہو گئے تو خزرج کو تم پر ہمیشہ کے لیے فضیلت حاصل ہو جائے گی، اٹھو اور ابوبکر کی بیعت کرو۔'' چنانچہ ان کے کہنے پر اوس بھی بیعت کرنے والوں میں شامل ہو گئے۔ سعد بن عبادہ نے بیعت نہ کی، وہ ہجوم میں روندے جانے والے تھے کہ ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر لے گئے۔ ابوبکر نے ان سے بیعت لینے کا ارادہ کیا تو بشیر بن سعد نے منع کر دیا۔ انھوں نے کہا: قتل و غارت کیے بغیر آپ ان سے بیعت نہیں لے سکتے، لہٰذا اس ایک شخص سے تعرض نہ کریں۔ وہ ابوبکر کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے نہ ان کے اجتماعات میں شریک ہوتے، زندگی کے باقی ایام انھوں نے خاموشی سے تنہائی میں گزار دیے۔ جب عمر خلیفہ بنے تو سعد نے ان کی بیعت بھی نہ کی۔ پھر وہ شام چلے گئے اور حوران میں وفات پائی۔ شہر مدینہ کی حد تک انصار کا ادعاے خلافت درست ہوتا، لیکن یہ خلافت تو جزیرہ نماے عرب کو محیط ہو چکی تھی اور عجم کے دروازوں پر دستک دے رہی تھی۔ اتنی وسیع سلطنت کو صرف عمائد قریش ہی متحد رکھ سکتے تھے، چنانچہ سقیفہ کا دن گزرا کہ انصار نے خلافت کی خواہش کبھی نہ کی اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قریش کی قیادت پر مطمئن ہو گئے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net